عصر حاضر اور قربانی

مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ

سلسلہ نبوت ورسالت کے گل سرسبد حضرت ابراہیمؑ ان انبیاء میں شامل ہیں جن کا بہت تفصیلی تذکرہ قرآن مجید میں آیا ہے ایک مستقل سورۃ ان کے نام سے موسوم ہے اور بہت سی سورتوں میں بڑے بسط وتفصیل سے ان کا تذکرہ آیا ہے۔ وہ تنہا پیغمبر ہیں جن کے اسوۂ حسنہ کی تابعداری کے لیے قرآن مجید کی سورۃ الممتحنہ میں قریب قریب وہی الفاظ آئے ہیں جو پیغمبر آخر ومعصوم مکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سورۃ الاحزاب میں آئے ہیں۔ قرآن مجید کی سورۃ البقرہ میں مختلف امتحانات میں ان کی آزمائش کا تذکرہ آیا ہے اور رب العزت نے خود ہی ان کی مکمل کامیابی کا اعلان کر کے ان کو منصب امامت سے نوازنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اس موقع پر ان کی ایک درخواست کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ آیا یہ سلسلہ امامت ان کی اولاد میں بھی جاری رہے گا؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس طرح دیا کہ اولاد میں منصب کو اہلیت وصلاحیت سے مشروط کر دیا گویا محض "صاحبزادگی" کی بنیاد نہیں اہلیت کی بنیاد پر کسی بھی بڑے کی اولاد کو وہ منصب مل سکتا ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے ہر دو فرزند حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ، ان کے بھتیجے حضرت لوطؑ کے علاوہ ان کے پوتے حضرت یعقوبؑ اور پڑپوتے حضرت یوسفؑ کے علاوہ ان کی اولاد میں لاتعداد نبی، رسول، بادشاہ وحکمران گزرے ہیں، جن کی آخری کڑی حضور خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو تمام کمالات انسانی کے جامع اور ہر خوبی سے متصف ہیں۔ امام ولی اللہ دہلویؒ کے جواں عزم وصاحب علم پوتے مولانا محمد اسمٰعیل شہید بالاکوٹ کا کہنا ہے کہ

"انسانی کمالات کی جہاں تکمیل ہوتی ہے وہاں سے انبیاء کی بشریت کی ابتداء ہوتی ہے"۔

حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ کے رسول ونبی ہی نہ تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خلیل اور دوست بھی بنایا تھا جیسا کہ سورۃ النساء میں تذکرہ ہے ان کے جن امتحانات کا اوپر اشارہ ہوا ان میں سے ایک امتحان اس قربانی کی شکل میں سامنے آیا جس کا تفصیلی تذکرہ سورۃ صافات میں آیا ہے۔ ویسے قربانی کا تذکرہ اور مقامات پر بھی ہے جن میں سورۃ الحج کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ اس سورہ میں فرمایا گیا کہ قربانی کا عمل ہر امت وقوم میں موجود تھا اور ہر ملت کی تعلیمات کا لازمی حصہ تھا ساتھ ہی مزید فرمایا گیا کہ قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں نہ تو بندوں کی قربانیوں کے گوشت قرب کا مقام حاصل کرتے ہیں نہ ہی خون، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو چیز پہنچ کر قرب الٰہی اور رفع حاجات کا سبب بنتی ہے وہ انسان کی نیت اور

اسکے دل کی کیفیت ہے۔قرآن کریم نے سیدنا آدمؑ کے دوفرزندوں اوران کی قربانی کا ذکر کرکے ایک قربانی کی مقبولیت اور دوسری قربانی کے مردود ہونے کا ذکر کیااور بتلایا کہ جس کی قربانی مردود ہوئی وہ قتل جیسے بھیانک جرم کا مرتکب ہی نہیں ہوا بلکہ وہ اس گناہ کا بانی قرار پایا۔قربانی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی ہرخواہش سے دستبردار ہوجاتا ہےاور اپنے آپ کواللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء کا تابع بنالیتا ہے۔قرآن مجید سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ پر بڑھاپا طاری ہوگیا تھااوروہ ہنوز اولاد سے محروم تھے۔ظاہر ہے کہ اولاد دینایانہ دینااللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اگراولاد پرکسی ولی، پیغمبر، ڈاکٹر یا سائنس دان کا کنٹرول ہوتا اور یہ معاملہ ان کے تصرف واختیار میں ہوتا تو دنیا میں کوئی بےاولاد نہ ہوتا لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا کہ یہ محکمہ اللہ تعالیٰ کے تصرف واختیار میں ہے،قدرت مہربان ہوتی ہےتو سارے مسائل حل ہوجاتے ہیں۔بڑھاپے میں اولاد کے عطیہ کے حوالے سے حضرت ابراہیمؑ اورحضرت زکریاؑ کے واقعات قرآن نے محفوظ کردیے ہیں۔قرآن نے بتلایا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے حضرت لوطؑ کی ناہنجار قوم کی ہلاکت اور حضرت ابراہیمؑ کے لیے بیٹے کی خوشخبری فرشتوں کی ایک ہی جماعت ایک ہی وقت میں لیکرآئی۔حضرت ابراہیمؑ کی اہلیہ نے تعجب کا اظہار کیا کہ میں بوڑھی عورت اولاد کیسے ہوگی؟ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے کہا کہ یہ رحمت خداوندی کا معاملہ ہے،اس میں حیرت کی کیا بات ہے،اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا تو ایک نئی آزمائش سامنے آگئی بیٹے اوراس کی والدہ کو بےآب وگیاہ سرزمین میں تن تنہا چھوڑنے کا حکم سرزد ہوگیا،حضرت ابراہیمؑ سراپا تسلیم ورضا تھے اس لیے بلاچوں وچرا اس حکم کی تعمیل کی،ان کی اہلیہ پیغمبر کی اہلیہ تھیں اس لیےاس نے بھی دم نہ مارا،اس ماں اور بچے کی برکت سے اس وادی میں ایک ایسا کنواں ظاہر ہوا کہ آج صدیوں کے بعد بھی ایک دنیا اس سے سیراب ہورہی ہے اوراللہ تعالیٰ کے آخری رسول ﷺ نے اس پانی کو باعث برکت وشفا قرار دیا اسے ماں باپ کی برکت ہی کہیے کہ اجڑا ہوخانہ کعبہ دوبارہ تعمیر ہوا وہاں انسانی آبادی کی بنیاد پڑی اور اوراس سرزمین سے خدا کا سب سے بڑا نبی اٹھا جس پرسب سے اہم کتاب نازل ہوئی۔

حضرت ابراہیمؑ کے یہی فرزند اسمٰعیل جب اینٹ روڑا اٹھانے کے قابل ہوئے تو مشیت الٰہی سے باپ کے ساتھ ملکر کعبہ بنایا اس مرحلہ پرابراہیمی دعائیں قرآن کی مختلف سورتوں میں دیکھی جاسکتی ہیں ان دعاؤں میں جذبہ عبدیت تواضع وانکساری کا رنگ کیسے کیسے بھرا ہوا ہےاوراللہ تعالیٰ سے اس کی مخلوق کی بہتری کے لیے کیا کچھ نہیں مانگا گیا؟

مادی رزق اورروحانی رزق ہردعا کی درخواست ہےقدرت نے ان کی ہردعا کوشرف قبولیت سے نوازا۔ پانی کا ایک کنواں ہے لیکن ساری دنیا اس سے سیراب ہورہی ہے۔موسم حج اور عمرہ کے مختلف مواقع پر لاکھوں لوگ جمع ہوجاتے ہیں لیکن نہ رہائش کی تکلیف ہوتی ہے اور نہ ہی خوراک کی۔ابراہیمی دعائیں اس طرح رنگ لاتی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی

ہے۔یہی اسمعیل تھے جب ذرا بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانی کا حکم دیا سوچیں کتنا کڑا امتحان تھا؟ بڑھاپے کی اکلوتی اولاد اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنا لیکن جن کے رتبے بلند ہوتے ہیں ان کے حوصلے بھی بلند ہوتے ہیں، باپ نے قرآن کے مطابق بیٹے کو حکم ربانی سے جو گویا تیاری کرنے کی ہدایت تھی، بیٹا پیغمبر کا بیٹا ہی نہیں مستقبل کا پیغمبر تھا اور اس کی نسل سے دنیا کے سب سے بڑے پیغمبر نے مبعوث ہونا تھا اس نے کسی قسم کے شش و پنج کے بغیر سرِ تسلیم خم کر دیا، اللہ تعالیٰ نے عجیب شان دلربائی سے انقیاد و تسلیم اور صبر و رضا کی اس داستان کو دہرایا ہے سورۃ صافات کے تیسرے رکوع کا بڑا حصہ اسی داستان پر مشتمل ہے۔

ابراہیمؑ والد کے رویہ کی وجہ سے اور قوم کی کوڑھ مغزی کی وجہ سے ہجرت کی صعوبت سے دوچار ہوئے۔وقت کے بادشاہ سے ٹکر لی آج زندگی کا سب سے بڑا امتحان ہے کہ بڑھاپا ہے اور اولاد اکلوتی لیکن کسی قسم کے اعراض وانکا کا سوال ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے باپ بیٹے ہر دو طرزِ عمل کے لیے لفظ ''اسلما'' ارشاد فرمایا جس کا صاف ستھرا مفہوم تسلیم و رضا ہے، مالک کی چوکھٹ پر جھک جانا، خدا کی منشا کو پورا کرنا اور بلا چوں چرا اس کے حکم کی تعمیل کرنا... یہی اسلام ہے ایسا کرنے والا ہی ''مسلم'' ہے۔آج کا بر خود غلط، نسلی نمائشی اور فریب کار مسلمان اس داستان کی روح کو نہیں پا سکتا اس کے لیے قلب و نظر کی اصلاح لازم ہے اس کے لیے ہر قسم کی خود غرضی سے ماورا ہونے کی ضرورت ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کو معبودِ حقیقی سمجھنے کی ضرورت ہے، اس کے لیے پیغمبروں کی تعلیمات کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ نے تسلیم و رضا کا حق ادا کیا، ایک قربان ہونے پر تیار ہے تو دوسرا اپنی متاعِ عزیز قربان کر کے قربِ الٰہی کا مقام حاصل کرنے کی سعی کر رہا ہے۔قدرت نے ان دونوں کے جذبہ عمل کو دیکھا اور ان کے تسلیم و رضا کے جذبہ کی قدر کرتے ہوئے... کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر قدر کرنے والے ہیں... متبادل انتظام کر دیا یعنی ایک جانور، جس کو ذبح کر کے قربِ الٰہی کی منزل حاصل کی جا سکتی ہے، لطف یہ ہے کہ ذبح شدہ جانور کے گوشت تک کے لیے پابندی نہیں کہ اس کا گوشت غرباء کو کھلایا جائے یا ضرورت کے تحت سارا خود ہی کھا لیا جائے تو بھی حرج نہیں بس جذبہ درست اور نیت صاف ہونی چاہیے مقصد یہ ہو کہ میں اس طرح ایک پیغمبرانہ عمل کی اقتداء کر رہا ہوں، میرا نام جس پیغمبر نے مسلم تجویز کیا جس نے ''دینِ حنیف'' کی راہ دکھلائی جسنے وقت کے ظالم اقتدار سے لڑنے کا حوصلہ بخشا جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ماں باپ قوم اور وطن کی محبت کو قربان کر دیا جو ''معراج'' کی بلندی پر چڑھنے کے لیے آگ میں کود گیا جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک کی محبت کو نظر انداز کر دیا اور ہر ایک کے خوف کو پاؤں کی ٹھوکر سے ٹھکرا دیا اسی کا طریقہ اسی کی راہ اسی کا طرزِ عمل اسی کی سنت... یہی قربانی ہے...

عصر حاضر میں نام نہاد دانشوروں کے ایک طبقہ کو بے چارے جانوروں پر رحم آتا ہے کہ خواہ مخواہ اتنی بڑی تعداد میں ذبح کیے جارہے ہیں اگر چہ دوسرے ایام میں روز ہی اس سے بڑھ کر جانور ذبح ہوتے ہیں اور اہل سرمایہ ان کی رانیں اور بہت کچھ لے اڑتے ہیں۔ آج کا روح دین سے نا آشنا تاجر، سرمایہ دار اور صنعت کار بیش قیمت جانور خرید کر اس کی نمائش کر کے خود کھا کر اور پیٹ بھرے رشتہ داروں اور دوستوں کو کھلا کر قربانی کے نام پر دھوکہ اور فریب کرتا ہے، اس کے خیال میں سود، سٹے بازی، اور جوئے کی کمائی، مزدور، کسان اور غریب کے استحصال کر کے لوٹ مار کی کمائی سے دس بیس ہزار کا بکرا لے کر قربانی سے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور ہر جرم بخشا جائے گا، یہ وہ دھوکہ ہے جو شیطان نے اپنے دوستوں اور اولیا کو دے رکھا ہے ان دوستوں اور اولیاء میں معاشرے کے ہر طبقہ کے افراد شامل ہیں وہ ہر عمل خیر کی طرح قربانی کے نام پر بھی فراڈ کرتے ہیں اور اپنی منافقت کا بھر پور اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے بے نیاز اور سیرت پیغمبر وصحابہ سے محروم حرام خوروں اور ان کے مذہبی سرپرستوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ قربانی نام ہے اصلاح باطن، قلب کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کے لیے مر مٹنے کا، اس کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا اور اس کی ہر نافرمانی سے اپنے آپ کو بچانے کا اگر ایسا ہے تو ہزار پانچ سو کا واجبی بکرا بہت قیمتی ہے ورنہ دس بیس ہزار کا قیمتی بکرا دو ٹکے کا نہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ دولت کو نہیں نیت کو دیکھتے ہیں۔

found.